AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

اسلام کا نظریہ عفت و عصمت اور عصر حاضر میں اس کا انطباق

The Islamic Concept of Chasity and Its Implementation in Contemperory Era

Dr Ambreen Atiq

HoD Social Sciences ،Greenwich University

dr.ambreenatiq@greenwich.edu.pk

Abstract

For the organization of a society, Gender issues must be coordinated under rules and regulations.Islam has formulated an indispensable law for the protection of chastity and Purity. This law not only protects the human race from illicit paths of Gender chaos but also ensures the purity of the social environment of all sensual excitements and impulses. It serves as the protection of the human race and the shield for family life. The protection of chastity and purity may seem insignificant, but in fact, it is a fundamental aspect that can lead to societal chaos and deterioration. Nowadays, Western civilization has influenced Pakistan in this regard. The new generation is rapidly falling into the depths of moral decline. A living example of this is the rapidly increasing immorality, moral degradation, and sexual promiscuity in educational institutions. The effects of Western civilization and civilization are prominent in newspapers, magazines, TV, radio, advertisements, and public discourse. All media are teaching obscenity and adultery, promiscuity, free mixing, and love affairs. These immoral values flourish in Pakistani society under the banner of Feminism. There is a mindset developed by Pakistani women to distrust the Islamic laws related to women. This article aims to highlight the Islamic system of Chastity and Purity, and focuses on the implementation of this law in Pakistani society, which is declining in this aspect.

Key words: Islamic Society, Chastity, civilization, immorality, family, human race

اسلامی معاشرے کی تنظیم کے اصول وضوابط

تنظیم معاشرہ کے لئے لازم ہے کہ صنفی معاملات کو اصول وضوابط کے تحت مربوط کیا جائے۔اسی بنا پر اللہ تعالی نے عائلی قوانین نافذ کر کے صنفی انتشار کے تمام ناجائز راستوں کو مسدود کیا، نکاح کے ذریعہ خاندان کی تنظیم کی اور اس کو صنفی تعلقات کے لئے مختص کر کے نسل انسانی کی بقاکے لئے بہترین گہوارہ تخلیق کیا ہے۔اور اجتماعی ماحول کو تمام شہوانی ہیجانات اور تحریکات سے پاک کرنے کے لئے عصمت وعفت کی حفاظت کو لازم قرار دیا اور اس کے لئے ایسے قوانین مرتب کئے جو اصلاح باطن سے شروع ہو کے اجتماعی اصلاح کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔عصمت وعفت کی حفاظت میں بظاہر چھوٹے مگر درحقیقت وہ بنیادی پہلو ہیں جو کہ آگے چل کر معاشرتی اور اجتماعی انتشار اور بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔اسلام کے نظام عفت وعصمت کی روح اس بات میں مضمر ہے کہانسان کے باطن میں شرم وحیااور عفت مآبی کا اس قدر گہرا احساس ہو کہ وہ ہر لمحہ اپنے نفس کا احتساب کرے۔اور نفس کی پاکیزگی کو سر فہرست رکھے۔انسان کے اعمال کی بنیاد اس کی نیت اور سوچ ہے، جب تک نیت و اذہان صفائی اور پاکیزگی اختیار نہیں کرتیں،اس وقت تک اعمال و حرکات میں پاکیزگی و طہارت پیدا نہیں ہوتی۔اسلام محض افعال و اعمال کے معیار کو بہتر بنانے کو کافی نہیں سمجھتا،اسے نیتوں اور اذہان کی پاکیزگی اور سچائی مطلوب ہے۔

اسلام میں عفت وعصمت کے لوازم:

اذہان کی صفائی اور پاکیزگی سے ہی اجتماعی ماحول شہوانی انتشار اور بے راہ روی سے بچ سکتا ہے۔قرآن میں بیان کردہ عفت وعصمت کے اصول و قوانین کا نفاذ معاشرے کی اجتماعی پاکیزگی کے ضامن ہیں۔اسلام کا اخلاقی نظام مرد وعورت سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ نفس کی خرابی اور فتنہ زنا سے محفوظ رہنے کے لئے دل کی پاکیزگی اختیار کرے اور اپنی نظروں کی حفاظت کرے۔کیونکہ نظروں کی حفاظت ہی،دل کی پاکیزگی کے بعد پہلا قدم ہے جو نفس انسانی کہ فتنہ زنا سے محفوظ رکھتا ہے،ورنہ اس مقام پر پسپا ہو جانے کے بعد بعد کے قدم نفس انسانی کے لئے سہل ہو جاتے ہیں۔اسی بنا پر نظروں کی حفاظت کے بعد شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم ہے۔ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْن يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللهَ خَبِيْر'' م بِمَا يَصْنَعُوْنَ[1]

ترجمہ:مومن مردوں سے کہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے۔اور مومن عورتوں سے کہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

اسلام کے نزدیک فتنہ نظر شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اور نظر کی حفاظت مومن کی سب سے بڑی ڈھال ہے۔حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

''نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرم گاہ اور شہوت کی جگہ کی حفاظت ہے۔جس نے نظر کو آزاد کر دیا اس نے اس کو ہلاکت میں ڈال دیا۔اور نظر ہی ان تمام آفتوں کی بنیاد ہے جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے کیونکہ نظر کھٹک پیدا کرتی ہے، پھر کھٹک فکر کو وجود بخشتی ہے اور فکر شہوت کو ابھارتی ہے، شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے، ارادہ قوی ہو کر عزیمت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور عزیمت میں مزید پختگی ہو کر فعل واقع ہوتا ہے جس سے اس منزل پر پہنچ کر اس وقت کوئی چارہ کار نہیں رہتا جب کوئی مانع حائل نہ ہو۔[2]

اقدام زنا میں سب سے اولین قدم نظر کا زنا ہے۔ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں:

"اسلام نے اس بات کو بھی حرام ٹھہرایا ہے کہ مرد اپنی نگاہ عورت پر ڈالے اور عورت مرد پر۔ اس لئے کہ آنکھیں دل کی کلید ہیں اور نظر فتنہ کی پیغامبر اور زنا کی قاصد ہے"۔[3]

نظر کی حفاظت کی ضمانت پر مومن مرد و عورت کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔ صحیح بخاری کے مطابق فرمان نبوی ﷺ ہے:

من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ[4]

ترجمہ: جو شخص ضمانت دے اس چیز کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے بیچ میں ہے (یعنی زبان کی) اور جو اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہے (یعنی شرم گاہ کی) تو میں اسکے لئے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔

نظر کی حفاظت کی تاکید مرد و زن برابری کی بنیاد پر کی گئی ہے کیونکہ دونوں کی فطرت اور خمیر میں شہوانی طلب اور صنفی کشش رکھ دی گئی ہے۔ عورت اپنی جذباتی فطرت کی بنا پر جلد ہی نگاہوں سے متاثر ہو جاتی ہے۔ اسی فتنہ نظر کا شاخسانہ ہے کہ وہ عورت کو اپنے آرائش حسن، زیبائش اور نمائش کی طرف راغب کرتی ہے۔ دل کے عمیق گہرائیوں سے ابھرنے والی یہ خواہش اس کو لباس، جسم، بال ور دیگر حسن کے لوازمات کی آرائش وزیبائش پر آمادہ کرتی ہے، جن کا احاطہ ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں ان تمام نمائش حسن کے لئے تبرج الجاہلیۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق عورت کے نفس وایمان سے ہے جس کے بارے میں صرف وہ اور اس کا رب جان سکتا ہے۔ لہذا ہر وہ آرائش جو بری نیت سے ہمکنار ہو وہ آرائش جاہلیۃ ہے اور اس کے بارے میں عورت اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہے۔ تبرج جاہلیۃ کے بارے میں ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی[5]

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں زیب وزینت کی نمائش کی جاتی تھی اس طرح اظہار زینت نہ کرو۔

اس حکم کے تحت اللہ تعالی نے عورت کو پابند کر دیا کہ وہ جاہلی رسوم ورواج کو ترک کر کے شرعی حدود میں مقید رہیں۔ مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط پر پابندی لگائی۔ مرد تو معاشی وتمدنی معاملات کی دیکھ بھال کے لئے گھروں سے باہر نکلتے ہی ہیں لیکن عورتیں اس بات کی مجاز نہیں ہیں کہ وہ آزادی کے ساتھ کہیں بھی جائیں اور مردانہ اجتماعات میں برابری کی بنیاد پر شریک ہوں۔ حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

المراۃ عورۃ، فاذا خرجت استشرفھا الشیطان[6]

ترجمہ: عورت کو پردہ ضرور ہے پھر جب نکلتی ہے تو تاکتا ہے اس کو شیطان یعنی فتنے میں ڈالے اس کے سبب سے لوگوں کو۔

عورت کے دائرہ کار کو گھر تک محدود کر کے معاشرے میں عورت و مرد کی مخلوطیت کو قابو کیا جو کہ معاشرے میں صنفی انتشار کا سبب بنتی ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ[7]

ترجمہ: اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو، یہ تمھارے اور ان کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔

درحقیقت یہ آیت اسلامی معاشرے میں مرد و زن کے باہمی اختلاط کی جڑ کاٹتی ہے۔ اسلام اس بات کو بھی ناپسند کرتا ہے کہ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی کوئی چھوٹی سی صورت بھی باقی رہے۔ کیونکہ جب بھی اختلاط کی کوشش کی جائے گی دلوں کی پاکیزگی پر ضرب پڑے گی، اور شیطان کا سب سے کاری وار بد نظری اور شہوانیت سے دلوں کی پاکیزگی کو زائل کرنا ہے۔ مخلوطیت کے سدباب کے ساتھ ہی حجاب کی

آیات کا نزول ہوا تاکہ عورت صرف گھر کی چار دیواری میں ہی قید نہ رہ جائے بلکہ بوقت ضرورت حجاب کی حفاظت میں دنیاداری کے دیگر لوازمات کی تکمیل بھی ممکن کر سکے۔ارشاد ہوا :

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[8]

ترجمہ:اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہ دو کہ باہر نکلا کریں تو اپنے چہروں پر چادر لٹکا کر گھونگھٹ نکال لیا کریں۔یہ چیز ان کے لئے موجب شناخت وامتیاز ہوگی تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا۔اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ اس آیت کی رو سے مسلمان عورت کا امتیازی وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں کہ کوئی بھی بدخواہ ان کو ستائے یا ایذا دے بلکہ وہ اپنے حلیہ سے اس قدر مستور و محفوظ رہیں کہ وہ الگ پہچان لی جایں کہ وہ شریف اور باحیا عورتیں ہیں۔اس آیت کی رو سے مسلمان عورت اس بات کی پابند ہے کہ وہ اپنے ستر کے ساتھ حجاب کا بھی خاص خیال رکھیں۔یہ آیت عورت کے لئے چہرہ چھپانے کا حکم دیتی ہے۔مفردات القرآن کے مطابق:

الجلالیب:اس کا واحد جلباب ہے جس کے معنی چادر یا قمیص کے ہیں۔[9]

سید ابوالاعلی مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اصل الفاظ ہیں يد نين عليہن من جلابيبهن۔جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں اور ادناء کے اصل معنی قریب کرنے اور لپیٹ لینے کے ہیں، مگر جب اس کے ساتھ علیٰ کا صلہ آئے تو اس میں ارخاء یعنی اوپر سے لٹکا لینے کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔اس لئے آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر ان کا ایک حصہ، یا ان کا پلو اپنے اوپر سے لٹکا لیا کریں، جسے عرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔"[10]

ڈاکٹر یوسف قرضاوی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"جلابیب، جلباب کی جمع ہے جس کے معنی کشادہ کپڑے کے ہیں جیسے برقع جسے عورتیں پردہ کے لئے استعمال کرتی ہیں۔بعض خواتین جب گھروں سے نکلتیں تو اپنے بعض محاسن سینہ، گردن، بال وغیرہ کھلے رکھتیں۔فاسق اور بے کار لوگ ان کے پیچھے پڑ جاتے۔ان حالات میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس نے مومن خواتین کو حکم دیا وہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے اوپر ڈال لیا کریں تاکہ جسم کے یہ حصے ڈھک جائیں اور ظاہری ہیت سے وہ پہچان لی جائیں کہ مومنہ عفیفہ ہیں، لہذا کوئی منافق یا بے حیا آدمی انہیں ایذا پہنچانے کی جرات نہ کر سکے"۔[11]

عورت کے لئے صرف پردے کا ہی حکم نہیں بلکہ اس کے لئے تاکید ہے کہ وہ اپنی زیب وزینت کا اظہار نہ کرتی پھرے، یہ زمانہ جاہلیت کا شیوہ ہے اور اسلام کا اس سے دور دور تک کوئی واسطہ اور میل نہیں۔حجاب میں رہتے ہوئے زیب وزینت کا اظہار اور نمائش اس سے زیادہ قبیح ہے کہ عورت بے پردہ رہے اور اپنے محاسن کی حفاظت کرے۔عورت کے لئے یہ سارے احکام حجاب اور ستر کی روح اس بات میں مضمر ہے کہ عورت چھپائے جانے کی چیز ہے اور اس کا اصل مقام گھر کی محفوظ چار دیواری میں ہے، اور ان سب سے مطلوب دلوں کی پاکیزگی ہے۔عورت کے لئے ظاہری محاسن کو چھپانے کی اس قدر تاکید ہے کہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ اس کی آواز، خوشبو اور زیورات کی جھنکار غیر مردوں تک پہنچے۔لہذا ارشاد ہے:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ[12]

ترجمہ: اور اپنی آرائش یعنی زیور کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔

آگے مزید ارشاد ہے:

وَلَايَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ[13]

ترجمہ: اور اپنے پاؤں ایسے طور سے زمیں پر نہ ماریں کہ جھنکار کانوں میں پہنچے اور ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔

نیز عورت کے لئے خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت ہے جیسا کی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ايماامرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا من ريحها فهى زانية[14]

ترجمہ: جو عورت عطر لگاوے پھر جاوے لوگوں کے پاس اس لئے کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے۔

عورت کے لئے اس کی آواز میں بھی پردہ ہے، کہ وہ بلاوجہ غیر مردوں کہ اپنی آواز سنائے، آواز بھی شہوانی فتنوں میں سے ایک شیطانی فتنہ ہے۔ ارشاد ہے:

نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآء اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَض'' وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا[15]

ترجمہ: اے پیغمبر کی بیویوں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرپرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو کسی اجنبی شخص سے نرم لہجے میں بات نہ کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا روگ ہے کوئی امید پیدا نہ کرلے۔ اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

اس آیت کی رو سے لازم ہے کہ عورت غیر مردوں عشوہ اور اداؤں سے اجتناب کرے اور لگی لپٹی بات نہ کرے کہ کوئی بھی شیطانی نفس اس کی طرف مائل ہو اور اس سے غلط تمنا رکھے۔ اگرچہ عورت کی آواز ستر میں شمار نہیں ہوتی لیکن پھر بھی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ بلاضرورت، نرم لہجے میں مرد سے کلام کرے، کیونکہ اس صورت میں عورت کی آواز محض ایک فتنہ کا موجب بن سکتی ہے۔ اسلام ان تمام راہوں کا سدباب کرتا ہے جو معاشرے میں صنفی انتشار اور بے راہ روی پھیلانے کی موجب ثابت ہوں۔

اسلام میں عورت کے لئے محض پابندیاں اور سخت شرعی احکام نہیں ہیں بلکہ یہ اس کی عفت وعصمت کی حفاظت اور روحانی پاکیزگی کی بناپر ہیں۔ عورت کے لئے اسلام ایک دائرہ کار متعین کرتا ہے جہاں وہ زیب وزینت کا اظہار کر سکتی ہے۔ ارشاد ہے:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاٰبَآءِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِہِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِہِنَّ اَوْ اِخْوَانِہِنَّ اَوْ بَنِىْ اِخْوَانِہِنَّ اَوْ بَنِىْ اَخَوَاتِہِنَّاَوْنِسَآءِهِنَّ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِالتَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآء[16]

ترجمہ: اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی جیسی مومن عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی کواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کی پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں غرض ان لوگوں کے سوا کسی پر اپنی زینت اور سنگھار کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں۔

اس آیت میں عورت کے محرم رشتہ داروں کے بیان کے بعد اب کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ عورت نامحرم رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کے سامنے اپنی زیب وزینت اور آرائش کے ساتھ جائے۔ لیکن عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ ساتر لباس کی پابندی کرے، اور ایسے مقامات پر اخفائے زینت کی اختیاری کوشش کرے۔ اس کی وضاحت مولانا مودودی نہایت خوبصرت پیرائے میں کرتے ہیں:

"شارع صرف یہ کہتا ہے کہ تم اپنے ارادے سے غیروں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کرو، لیکن جو زینت خود ظاہر ہو جائے یا اضطراراً ظاہر ہی رہنے والی ہو، اس کی تم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ ایک مومن عورت جو خدا اور رسول کے احکام کی سختی سے پابند رہنا چاہتی ہے، اور جسے فتنے میں مبتلا ہونا منظور نہیں، وہ خود اپنے حالات اور ضروریات کے لحاظ سے فیصلہ کر سکتی ہے کہ چہرہ یا ہاتھ کھولے یا نہیں، کب کھولے اور کب نہ کھولے، کس حد تک کھولے اور کس حد تک چھپائے اس باب میں قطعی احکام نہ شارع نے دئے ہیں، نہ اختلاف احوال وضروریات کو دیکھتے ہوئے یہ مقتضائے حکمت ہے کہ قطعی احکام وضع کئے جائیں۔ پس شارع کا مقصد یہ ہے کہ اپنا حسن دکھانے کے لئے اگر کوئی چیز بے حجاب کی جائے تو یہ گناہ ہے۔ خود بخود اگر ظاہر ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں"۔ [17]

اسلام نے عورت کو نہایت بلند اور محفوظ مقام عطا فرمایا ہے، عصمت وعفت کے لوازمات سے قدم قدم پر اس کی راہنمائی کی ہے، تاکہ معاشرے میں تمدنی توازن بر قرار رہ سکے، صنفی اور شہوانی انتشار اور فساد کی روک تھام ہو، معاشرے میں اجتماعی طور پر امن و امان کی کیفیت بر قرار رہے۔ اور مرد وعورت اپنے اپنے فرائض منصبی بحسن خوبی سر انجام دے سکیں۔

پاکستانی معاشرے میں عفت وعصمت کے لوازم کی موجودہ صورتحال:

تقسیم پاکستان سے قبل ہی مغربی تہذیب مسلمان معاشرے پر شدّت سے اثر انداز ہوئی - انگریزی عمل داری کے اِبتدائی دور سے ہی دین سے دوری کا رجحان پیدا ہونا شروع ہوا۔ اور جب مغربی تہذیب و تعلیم اور اخلاق وسیاست کا اثر ہندوستان کی عام زندگی پر پڑا تو نہ صرف مذہب سے بیزاری اور نفرت میں اضافہ ہوا بلکہ مسلمان ہونے پر بھی احساس کم تری پیدا ہوا۔ اور مغربی فلسفہ حیات کے زیرِ اثر نظام تعلیم کو بلا چوں وچرا قبول کر لیا گیا- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مغربی افکار وخیال اور نظریات نے پاکستانی معاشرے کو اِس حد تک متاثر کیا کہ مشرقی اخلاق جدید مغربی سانچے میں ڈھلتے جا رہے ہیں۔ جو حلقے مغربی تعلیم وتہذیب سے پوری طرح متاثر ہیں اُن کے اخلاق مغربی فلسفہ اخلاق کا ہی ایک نمونہ ہیں۔

پاکستانی معاشرہ میں مغربی تہذیب وتمدن کے بدترین منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ مغربی تہذیب کے زیر اثر اخلاقی دائرے میں نئی نسل اخلاقی گراوٹ کی عمیق گہرائیوں میں تیزی سے گرتی چلی جا رہی ہے۔ جس کی زندہ مثال تعلیمی اداروں میں تیزی سے بڑھتی ہوئی بے راہ رَوِی، اخلاقی پستی اور جنسی آوارگی ہے۔ اخبارات، رسائل، ٹی وی، ریڈیو، اشتہارات اور عام گفتگو میں مغربی تہذیب وتمدّن کے اثرات نمایاں ہیں۔ تمام ذرائع ابلاغ فحاشی اور زناکاری، آوارگی، آزادانہ اختلاط اور معاشقے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پاکستانی معاشرے میں آزادئ نسواں کی اصطلاح کا انطباق ہوا جس کے تحت مغرب کے زیرِ اثر مسلمان خواتین نے مساواتِ مرد وزن کا دعویٰ کرتے ہوئے اِسلام کی تشریحات پر عدم اعتماد کا اِظہار کیا ہے اور حقوقِ نسواں کی تعمیرِ نو کا تقاضا کیا، جس کی رو سے عورت کے لئے متعین حدود وپابندیوں پر سوال اٹھایا گیا اور مادر پدر آزادی کو عورت کا حق قرار دیا گیا۔ اِسلام کے منافی حقوق کے دعویٰ نے مسلمان عورت کو اُس کے صحیح مقام سے ہٹا کر پستی کی طرف گامزن کر دیا۔ نعیم صدیقی اِس حوالے سے لکھتے ہیں:

"موجودہ تہذیب نے عورت کے ساتھ شدید ظالمانہ برتاؤ کیا ہے۔اِس تہذیب نے عورت کو ترقی، آزادی اور مساوات مرد و زن کی شراب پلا کر گھروں سے نکالا، حجاب پسندی سے آزاد کیا، متاعِ عصمت کی حفاظت سے فارغ کیا اور عالمِ مدہوشی میں اُسے اِقتصادی گاڑیوں میں قلی بنا کر جوت دیا"۔[18]

مغربی تہذیب و ثقافت کی سرپرستی میں آزادئ نسواں کا سیلاب اپنے ساتھ بے حیائی، بے راہ رَوِی اور بے پردگی کا طوفان لے کر آیا۔ عورت اور مرد کی مخلوطیت نے آزادانہ اور بے باکانہ معاشرت کو جنم دیا، جس نے اِسلامی اقدار و تہذیب کا جنازہ نکال دیا۔ پروفیسر ثریّا بتول علوی اِس ضمن میں لکھتی ہیں:

"اِس بظاہر آزادئ نسواں مگر بباطن آوارگی نسواں کی تحریک نے بے شمار شرعی احکام کو پامال کیا۔ بلکہ بسا اوقات مولوی و مُلّا کا مذاق اُڑا کر کھلّم کھلاّ' اِسلامی شعائر کا تمسخر اُڑایا گیا۔ مثلاً حجاب اُترا، دوپٹہ اُترا، بے پردگی، فحاشی، عریانی، ماڈلنگ اور شوبز کلچر وجود میں آیا۔ مزامیر کو توڑنے والے پیغمبر کی اُمّت میں ناچ گانا، رقص و موسیقی عمومی مزاج بن گیا، ذرائع ابلاغ، ٹی وی، فحش تصاویر نے اِس گندگی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اِس کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا گیا"۔[19]

مغربی تہذیب نے عورتوں کو آزادی اور حریت کے نام پر معاشرے میں وہ مقام دیا جو اُس کے شایانِ شان نہ تھا بلکہ اُس کی فطری صلاحیتوں اور خوبیوں کے بر خلاف تھا۔ اِس سے معاشرے میں بدترین بگاڑ پیدا ہوا۔ مشرق میں مغربی تہذیبی اثرات کے بارے میں سیّد ابوالاعلی مودودیؒ لکھتے ہیں:

"رفتہ رفتہ ہمارے اُونچے طبقے اور اُن کے پیچھے متوسّط طبقے اِس رنگ (مغربی معاشرت) میں رنگتے چلے گئے اور آخر میں تصاویر، سنیما، ریڈیو اور سربر آوردہ لوگوں کی زندہ مثالوں نے یہ وبا عوام تک پھیلانی شروع کر دی۔ یہ اِسی کا نتیجہ ہے کہ ایک صدی کے اندر ہم پھسلتے پھسلتے اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمارے ہاں مخلوط تعلیم کا رواج گوارا کیا جا رہا ہے۔ اچھّے اچھّے گھرانوں کی خواتین رقص اور مے نوشی میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ شریف زادیاں' ایکٹریسیں بن کر بے حیائی دکھا رہی ہیں جس کے لیے کبھی ہمارے ہاں کی طوائف بھی تیار نہ تھی اور ہزاروں کے مجمعے اپنی اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو پریڈیں کرتے دیکھتے ہیں اور اُن کو دادِ تحسین دیتے ہیں۔ اب وہ منزل کچھ دُور نہیں جہاں پہنچ کر اہلِ مغرب کی طرح ہمارے ہاں بھی یہ سوال اُٹھے گا کہ کنواری ماں اور حرامی بچّے میں آخر کیا عیب ہے؟ کیوں نہ معاشرے میں اُنھیں بھی مادر منکوحہ اور بچہ حلال کی طرح عزت کا مقام دیا جائے؟ مغرب بھی اِس مقام پر ایک دِن میں نہ پہنچا تھا' اِن ہی منازِل سے گزرتا ہوا پہنچا تھا جن سے اب ہم گزر رہے ہیں۔"[20]

مغربی اثرات کے زیرِ اثر مسلمان عورت کا لباس بھی بہت حد تک متاثر ہوا ہے۔اِسلام میں ستر و حجاب کا تصور عورت کو ساتر لباس کا پابند کرتا ہے جس کی رُو سے عورت کو ہاتھ پیر اور چہرے کے سوا باقی جسم کھلا رکھنے کی ممانعت ہے۔ مغربی تہذیب کی تقلید پر چلتے ہوئے پہلے عورتوں کی آدھی آستینوں کا رِواج ہوا، پھر چادر اور دوپٹہ غائب ہوا، اب حال یہ ہے پوری آستینیں غائب، ٹخنے اور پنڈلیاں برہنہ۔ اَور تو اَور اب عورتوں میں بھی مغربی لباس یعنی پینٹ شرٹ (خصوصاً جینز اور جوگر)، اور اسکرٹ بلاؤز پہننے کا رِواج بھی پچھلے چند سالوں سے ترقی کر رہا ہے۔ اور ذرائع ابلاغ ایک سوچی سمجھی مغربی پالیسی کے تحت مغربی کلچر کو مشرق میں عام کرنے کے لیے سرگرداں ہیں۔ پروفیسر ثریّا بتول علوی اِس صورتِ حال پر رقم طراز ہیں:

"یہ صورتِ حال پیش آئی کہ ہر جگہ اشتہار میں عورتوں کی نیم برہنہ تصاویر، ٹی۔وی،وی۔سی۔آر میں ہر جگہ ناچتی تھرکتی عورت، میڈیا اور لٹریچر میں ہر جگہ عورت نمودار ہونے لگی۔ دوسری طرف معزز باپردہ گھرانوں کی خواتین بڑی تیزی سے پہلے پردہ پھر چادر اور پھر دوپٹّہ کی قید سے آزاد ہو رہی ہیں، تیسری طرف اب 'ماڈلنگ' یعنی جسم کی نمائش کرکے کمانا، گلوکاری، فن کاری 'مسموم عادات معاشرے میں بڑا وقار حاصل کر رہی ہیں۔ جو پہلے خوب تھا وہ اب ناخوب ہے اور جو پہلے بے حیائی کی باتیں سمجھی جاتی تھیں وہ اب تقاضائے ترقی سمجھی جاتی ہیں۔ اِس محاذ پر 'ادیبوں اور دانش وَروں' نے مخلوط ثقافت قائم کرنے کے لیے خوب تحریریں تیار کیں۔ آرٹسٹوں نے الگ کلچرل محاذ کھول رکھا ہے، موویز کے ذریعے سے یہ طوفان بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اِس بگاڑ کے طوفان میں انگلش میڈیم اسکولوں نے بھی پورا کردار ادا کیا ہے، کھلے بازو، کھلے سینے کے ساتھ سکرٹ پہننے کی عادی لڑکیاں ایسی ہی فحش تہذیب پھیلانے کی ضامن ہیں۔[21]

لباس کے ساتھ ساتھ مغربی معاشرت نے بھی مسلمان معاشرے میں تیزی سے رِواج پایا۔ مخلوط تعلیمی ادارے، شادی بیاہ کی مخلوط تقریبات، مووی اور فوٹو گرافی کا رِواج، عشق و معاشقے، موبائل اور انٹرنیٹ کلچر کا رِواج، مغربی تہوار جیسے سالِ نو کی تقریبات، ویلن ٹائن ڈے اور اِسی طرح کے دیگر دِن منانا، ناچ گانے کا رِواج، تعلیمی اِداروں کی مخلوطیت اور آزاد مغربی نصاب، بے ہودہ فیشن شو' مقابلہ ہائے حسن، کھیلوں کے میدان میں عورتوں کے مقابلے، اشتہارات اور 'سیل گرلز' سے عورت کی بے حرمتی، فحاشی و عریانی، عورت برائے لذت وغیرہ، نہ جانے اور ایسے کتنے ہی اثرات ہیں جو آج ہماری تہذیب میں نظر آتے ہیں۔ ہماری نوجوان نسل ایک ایسی نسل ہے، جو اپنے اِعتقادات کے بارے میں واضح تصوّرات نہیں رکھتی تھی، جو قرآن وسُنّت کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہے۔ یہ نسل مسلمان معاشرے میں وجود رکھتے ہوئے دوہری شخصیت کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ اِس نئی نسل نے مغربی تہذیب کو اپنانے کے بعد رضائے الٰہی کو پسِ پشت ڈال کر دُنیاوی مقاصد کے حصول کے لیے کوششیں کیں۔ اور اِسلامی معاشرے کے اِنفرادی اور اِجتماعی مقاصد راہِ راست سے ہٹ گئے۔ اور معاشرے میں خود غرضی، مادّیت پرستی، اخلاقی بے راہ روی، مقامیت اور تنگ نظری جیسی خرابیاں پروان چڑھیں ہیں۔

سفارشات:

اسلام زندگی کے تمام شعبہ جات کے لئے محکم اور مستند احکامات اور اصول و قوانین کا تعین کرتا ہے۔ امت مسلمہ کی بقا اور تحفظ کے لئے لازم ہے کہ ان اصول و مبادی کو اسلامی معاشرے کا حصہ بنایا جائے اور زندگی کے شعبہ جات پر چاہے وہ عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا اخلاق، ہر جگہ اسلام کے زرین اصول و قوانین کا تحکم اور بالادستی قائم کی جائے۔

۔ ایک صالح، پر امن اور بہترین معاشرے کی تشکیل کے لئے لازم ہے کہ اسلام کے اصولوں کی پیروی کی جائے اور انسانی زندگی کے تمام انفرادی و اجتماعی گوشوں میں اسے جاری و نافذ کیا جائے تاکہ فرد کی شخصی تعمیر سے لے کر معاشرے کے ارتقائی عمل اور اِس کی تکمیل سب کچھ دین اسلام کے مطابق ہو اور یہی اسلام کی روح اور جوہر ہے اور یہی مطلوب و مقصود ہے۔

1- نظام تعلیم کی اصطلاح کی جائے اور اس میں اسلامی ثقافت و معاشرت کے اصولوں اور عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نئے مضامین اور اصولوں کا انطباق کیا جائے۔

2- نسل نو کی مذہبی اور اخلاقی تربیت کا بالخصوص اہتمام کیا جائے اور والدین اور اساتذہ کی تربیت کا اعادہ کیا جائے۔

3- مرد و زن کے مقام و مرتبہ، حقوق و فرایض اور دایرہ کار کی عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلامی تعلیمات کی تشریح نو کی جائے اور صنفی تفریق کا خاتمہ کیا جائے۔

4- آزادی نسواں کی صحیح تشریح کی جائے اور عورت کے مقام و مرتبہ اور حقوق و فرایض کی وضاحت اسلامی اصول وضوابط کے تحت کی جائے اور اس کا پرچار کیا جائے نیز اس بات کی حکومتی سطح پر اس پر عمل درآمد بھی کرایا جائے۔۔

5- الیکٹرانک میڈیا کا احتساب کیا جائے اور اس بات کا اعادہ کیا جائے کہ میڈیا پر مغربی ثقافت اور معاشرت کا پرچار نہ کیا جائے۔ اسلامی روایات اور ثقافت پر مبنی پراگرام پیش کئے جائیں۔ اسی طرح پرنٹ میڈیا میں بھی عورت کی غیر اخلاقی تشہیر کی روک تھام کی جائے۔

6- اسلامی معاشرت کو فروغ دیا جائے اور مغربی معاشرت کی روک تھام کی جائے۔

حوالہ جات

---

[1]النور:30

[2]ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی، دارالمعرفۃ المغرب، 1997ص:204

[3]یوسف القرضاوی، ڈاکٹر، اسلام میں حلال اور حرام، لاہور، احباب پبلیکیشنز، 1979، ص:201

[4]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حظ اللسان، محولہ بالا، ج:3ص:958

[5]الاحزاب:33

[6]ترمذی، امام ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات، مصر، مصطفی البابی الحلبی، 1975، ج:3، ص:468

[7]الاحزاب:53

[8]الاحزاب:59

[9]اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، محولہ بالا، ص:208، ج:1

[10]مودودی، سید ابو الاعلی، تفہیم القرآن، محولہ بالا، ص:129، ج:4

[11]یوسف القرضاوی، ڈاکٹر، اسلام میں حلال و حرام، محولہ بالا، ص:213

[12]النور:31

[13]النور:31

[14]نسائی، امام ابو عبد الرحمٰن، باب مایکرہ للنساء من طیب، حلب، المطبوعات اسلامیہ، 1986، ج:8، ص:153

[15]الاحزاب:32

[16]النور:31

[17]مودودی، سید ابولاعلی پردہ، محولہ بالا، ص:249-251

[18]نعیم صدیقی، عورت معرض کشمکش میں، محولہ بالا، ص:60

[19]ثریا بتول علوی، پروفیسر، تحریک نسواں اور اسلام، لاہور، منشورات، 2000، ص:51

[20]مودودی،سید ابوالاعلی،سید،اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات،لاہور،اسلامک پبلیکیشنز ،2010،ص:266

[21]ثریابتول علوی،پروفیسر، تحریک نسواں اور اسلام، محولہ بالا،ص:45-46